AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com/

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اسلام میں شاعری کی حیثیت

حافظ محمد حیات

پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر رفاقت علی شاہد

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر محمد ارشد اویسی

صدر شعبہ اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

Abstract:
Poetry is a literary art form of great significance, a potent medium for revealing complex human emotions, preserving cultural traditions. Fostering empathy and improving language comprehension. Poetry enables poets to capture the true essence of ideas, experiences and feelings in a way that profoundly resonates with the leaders. The present research "The status of poetry in Islam"delineates the importance of poetry in Islamic Traditions. Poetry is an important medium in Islam for expressing faith, spiritual experiences and devotion, Quran itself is considered to be the pinnacle of aesthetic and poetic beauty and serves as the guiding principles for Islamic religious poetry. The present research is qualitative in nature."

Keywords: Poetry, Literary Art, Fostering Empathy, Delineates, Islamic Traditions, Aesthetic.

ماہرین ادب ہزاروں سال سے اس پر غور و فکر کر رہے ہیں کہ شعر کسے کہتے ہیں لیکن آج تک شعر کی کوئی ایسی تعریف نہیں کی جا سکی جسے حرفِ آخر کہا جا سکے۔ ہم مختلف ماہرینِ ادب کی بیان کردہ تعریفات، قرآن و حدیث کی روشنی میں شاعری کی حیثیت کا جائزہ لیں گے اس کے لیے ہم لفظ ''شعر'' کو سمجھنے کی سعی کرتے ہیں۔

''شعر'' کو عموماً ''شعور'' کے مترادف سمجھا جاتا ہے جس کا مطلب کسی چیز کا علم یا ادراک و احساس رکھنا ہے۔ اس اعتبار سے شاعر کا لفظی مطلب ''صاحبِ علم و ادراک'' یا ''صاحبِ شعور'' ہوا۔ لسان العرب میں ازہری کے حوالے سے کہا گیا کہ شاعر اس لیے شاعر ہے کہ وہ ان امور کا علم یا شعور رکھتا ہے جن کا شعور دوسرے نہیں رکھتے۔

لغوی مطالب: وارث سرہندی نے شعر کی تعریف کچھ ان الفاظ میں کی:

'' شِعر: [ع۔ مذکر] سخنِ موزوں۔ دو مصرعے جو ایک وزن کے ہوں اور ایک خیال کو ظاہر کریں۔ قافیہ ملنا ضروری نہیں۔ بیت، نظم، دل کش اور خیال انگیز بات۔'' (۱)

اور اسی طرح شعر لکھنے والے کو شاعر کہا گیا۔

مولوی نور الحسن شعر کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں:

''شِعر: جاننا، کسی باریک چیز کی واقفیت (اصطلاحی) سخن موزوں با قافیہ جو بلقصد کیا جائے۔'' (۲)

فرہنگ عامرہ میں یوں تعریف بیان کی گئی:

'' شِعر: موزوں مقفّیٰ کلام، بیت، جمع اشعار، بال، م۔و، شِعار، شعور۔'' (۳)

شان الحق حقی صاحب فرہنگ تلفظ میں لکھتے ہیں:

''شِعر: علم و دانش، لطیف و موزوں کلام، فن شاعری، نظم، بیت۔'' (۴)

اصطلاحی مفاہیم

جیسا کہ پہلے عرض کی جاچکی ہے کہ آج تک شعر کی کوئی ایسی تعریف نہیں کی جاسکی جس کو ہم حرفِ آخر کہہ سکے لیکن چونکہ شاعری کے آغاز کا کوئی بھی صحیح نہیں بتا سکتا اسی لیے عربوں کے زمانے میں شعراس کو کہتے کہ کسی کے منہ سے کوئی ایسا جملہ نکل جاتا جو دلوں کو چھولے تو سرزمین عرب میں اسی کو شعر سمجھا جاتا۔ گویا اس زمانے میں شعر کے لیے نہ توزن کو ضروری سمجھا گیا نہ قافیے کو، لیکن آگے چل کر عربوں نے وزن اور قافیے کو شعر کے لیے ضروری ٹھہرایا۔

ڈاکٹر خورشید رضوی نے اپنی کتاب میں ایک روایت نقل کی۔ ملاحظہ ہو:

''روایت ہے کہ حضرت حسان بن ثابتؓ کے بیٹے عبدالرحمن بچے تھے کہ بھڑ نے انھیں کاٹا روتے ہوئے آئے اور باپ سے کہنے لگے: مجھے ایک ایسی شے نے کاٹا ہے کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ دو منقّش چادروں میں ملبوس تھی۔ حضرت حسانؓ نے چونک کر کہا 'بخدا تو نے تو شعر کہہ دیا ہے۔''(۵)

گویا انہوں نے شعر کی حقیقی روح اس تخیل کو سمجھا جو وجدان واحساس میں نفوذ کر جاتا ہے جو نظم ونثر کی قید سے بالکل اسی طرح آزاد ہے جس طرح خوشبو غنچہ وگل کی پابند نہیں۔ ڈاکٹر سنبل نگار نے اپنی کتاب میں علامہ شبلی نعمانی کے دو قول نقل کیے ہیں ملاحظہ ہو:

''اللہ نے انسان کو دو قوتیں عطا کی ہیں ایک تو سوچنے کی جسے ادراک کہتے ہیں۔ دوسری محسوس کرنے کی جسے احساس کہتے ہیں۔ یہ احساس جب لفظوں کے لباس میں نمودار ہوتا ہے تو شعر کہلاتا ہے۔'' (۶)

دوسرا قول کچھ یوں ہے:

''جو جذبات یا احساسات الفاظ کے ذریعے سے ادا ہوں وہ شعر ہیں چونکہ یہ الفاظ سامعین کے جذبات پر بھی اثر کرتے ہیں یعنی سننے والوں پر بھی وہی اثر طاری ہوتا ہے جو صاحبِ جذبہ کے دل پر طاری ہوا تھا اس لیے شعر کی تعریف یوں بھی کر سکتے ہیں کہ جو کلام انسانی جذبات کو برانگیختہ کرے اور ان کو تحریک میں لائے وہ شعر ہے۔''(۷)

شاعرِ ہفت زباں سید نصیر الدین نصیر گیلانیؒ نے شعر کی تعریف اور اس کے لیے چار اجزا کو ضروری قرار دیا ملاحظہ ہو:

''کلامِ موزوں کو شعر کہتے ہیں۔ موزوں سے مراد یہ ہے کہ الفاظ مخصوص ردم (Rhythm) اور وزن میں ہوں۔ شعر کا لغوی معنٰی ''جاننا'' ہے اور اصطلاح میں کلامِ مخیّل وموزوں کو شعر کہتے ہیں۔ ایک دوسری تعریف کے مطابق 'جمہور کلامِ موزوں ومقفّٰی کو شعر کہتے ہیں تو گویا تعریفِ شعر کے چار اجزا ٹھہرے، نمبر ۱، کلام۔ نمبر ۲، تخیّل۔ نمبر ۳، وزن۔ نمبر ۴، قافیہ۔'' (۸)

ارسطو نے شاعری کے بارے کچھ یوں کہا:

''ایک قسم کی نقالی ہے جو اکثر اعتبارات سے مصوری، بت تراشی اور ناٹک سے مشابہ ہے مگر مصور، بت تراش، اور ناٹک کرنے والے نقل میں شاعر کی نسبت کسی قدر کامل ہوتے ہیں۔ شاعری کل کسی چیز سے بنی ہوئی ہے۔؟ الفاظ کے پرزوں سے اور الفاظ ایسی چیزیں ہیں کہ اگر ہومرؔ اور ڈینٹی جیسے صنّاع بھی ان کو استعمال کریں تو بھی سامعین کے متخیّلہ میں اشیائے خارجی کا ایسا صحیح اور ٹھیک نقشہ نہیں اتار سکتے جیسا موقلم اور چھینی کے کام کو دیکھ کر ہمارے خیال میں اترتا ہے۔''(۹)

شاعری قبل از اسلام

عربی شعر کے اوزان کب اور کیونکر وجود میں آئے۔؟ اس کے بارے میں چند اقتباسات کے سوا کچھ ممکن نہیں۔ ایک قیاس یہ ہے کہ ابتدائی اوزان رجز کے تھے جو اونٹوں کے آہنگ قدم سے اخذ کیا گیا۔ عربی شاعری کے اب تک جو بھی قدیم ترین نسخے ہمیں ملتے ہیں ان کا زمانہ زیادہ سے زیادہ اسلام سے کوئی ڈیڑھ سو برس تک کا قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس شاعری کا فنی کمال خود یہ واضح کرتا کہ یہ قدیم ترین نمونے ہر گز عربی شاعری کے اولین نمونے نہیں ہیں بلکہ ان کے پس منظر میں صدیوں کی فنی تراش خراش کا عمل جاری رہا ہے جس تک ہماری رسائی نہیں جب تاریخ ادب نے آنکھ کھولی تو عربی شاعری کو بام عروج پر دیکھا۔ عرب معاشرے میں شاعر کے مقام ومرتبے کا اندازہ آپ اس بات سے لگالیں کہ وہ اپنے قبیلے اور لوگوں کے لیے مرکزِ توجہ ہوتا۔ ہر قبیلے اور لوگوں کے لیے یہ بات یقیناً بہت بڑا سہارا تھی کہ اسے کوئی ایسا ممتاز ور قادر الکلام شاعر میسر ہو جو ان کی بلندیِ نسب اور قابل فخر کارناموں کو دوام عطا کر سکے اور مخالفین کو منہ توڑ جواب سے سکے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com/
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

”عرب کے کسی قبیلے میں جب کوئی شاعر ابھرتا تو دیگر قبائل آکر اسے مبارکباد دیتے۔ کھانے پکائے جاتے اور شادی، بیاہ کے انداز میں عورتیں اکٹھی ہو کر سارنگیاں بجاتی۔ مرد اور بچے باہم نویدِ مسرت سناتے کیونکہ شاعر سب کی عزت وآبرو کے تحفظ، شرافت خاندانی کے دفاع، ان کے کارہائے نمایاں کو دوام بخشنے اور ان کے ذکرِ خیر کو عام کرنے کا ذریعہ تھا۔ تین ہی باتیں ایسی تھیں جن پر وہ مبارکباد پیش کرتے تھے: لڑکے کی پیدائش، شاعر کا ابھرنا، اور گھوڑی کا بیاہنا۔۔۔“(۱۰)

مولانا الطاف حسین حالیؒ نے مقدمہ شعر وشاعری میں عرب شاعر کے کلام کی تاثیر کے بارے ایک روایت کی جس کا مفہوم درج ہے:

”عرب کا مشہور شاعر میمون بن قیس (جس نے جاہلیت اور اسلام دونوں زمانے دیکھے ہیں اس نے آنحضرت ﷺ کی نعت میں ایک قصیدہ بھی لکھا تھا) جس کو نابینا ہونے کے سبب اعشیٰ کہتے تھے اس کے کلام میں یہ تاثیر ضرب المثل تھی کہ جس کی مدح کرتا ہے وہ نیک نام اور جس کی ہجو کرتا ہے وہ ذلیل ورسوا ہو جاتا ہے اس نے دو لڑکیوں کے حسن وجمال کی تعریف ان کی ماں کے کہنے پر کر دی، پہلے ان کو رشتے نہیں آتے تھے پھر امراء نے بھاری بھاری مہر مقرر کر کے ان سے شادیاں کر لیں۔ لڑکیوں کی ماں نے اعشیٰ کو ایک اونٹ بطور شکریہ پیش کیا۔“(۱۱)

قرآن پاک نے جس شاعری سے روکا اور جن شاعروں کی پیروی کرنے سے منع کیا وہ ایک خاص قسم کی شاعری ہے جس میں اخلاقی اقدار، توحید ورسالت کی تعلیماتِ مقدسہ کے برعکس عریانی، فحاشی، اور غیر اخلاقی مضامین کو بیان کرنا اس عہد کا ایک دستور ہی بن چکا تھا۔ اگرچہ زبان وبیان کے اعتبار سے عربی شاعری ایک شاہکار کی حیثیت رکھتی ہوں، اشعار کی سلاست، الفاظ کا رکھ رکھاؤ اور مضمون کی آفرینی اگرچہ ان کا طرّہ امتیازہ ہے مگر قرآن وسنت کے مفاہیم عالیہ کے سامنے اس دور کی شاعری خاک کے برابر بھی نہ تھی۔ حضور ﷺ نے آباؤ اجداد پر فخر کرنے سے منع فرمایا ہے مگر اس دور میں یہی دستور عام تھا۔ پیر نصیر الدین نصیرؒ نے اپنی ایک تحریر میں اُسی طرح کی شاعری کے چند نمونے پیش کیے ہیں ملاحظہ ہو:

” آلا لایعلم الاقوامُ انّا تَضَعضعنَا وانّا قدو نیناَ

خبردار! کوئی قوم بھی یہ نہیں جانتی کہ ہم نے کبھی عجز وانکسار کیا ہو یا کبھی اپنے کام میں سستی برتی ہو۔

ورثنا مجد علقمة ابن سیفٍ ابا ح لنا حُصُرن المجد دینا

ہم نے وراثت میں علقمہ بن سیف (سردارِ قبیلہ) کی بزرگی پائی اور اس نے ہمارے لیے بوجہ قہر وغضب عزت وبزرگی کے قلعے جائز کر دیے

ملاء نا البرِّ حتی ضاق عنّا ونحن البحر نملاء ہ‘ سفینا

ہم نے تمام روئے زمین کی خشکی کو اپنی فوج سے ایسا بھر دیا کہ وہ (باوجود وسعت کے) ہم پر تنگ ہو گئی اور اسطرح ہم نے سمندر کو اپنے قبیلے کی کشتیوں سے بھر دیا۔

اذا بلغ الفطام لنا صبیی’’ تخرُّلہ‘ الجبابرُ ساجدِینا

جب ہمارا بچہ دودھ چھڑانے کی عمر کو پہنچتا ہے تو دوسری اقوام کے بڑے بڑے نامور سردار اس کے سامنے سجدہ ریزی کرتے ہیں۔“(۱۲)

شاعری، قرآن وحدیث کی روشنی میں

یہ بات اچھی طرح ذہن نشیں کر لیں کہ شاعری کی کئی قسمیں ہیں دورِ جاہلیت میں شعراء اپنے قبیلے کا حسب ونسب پر فخر کرتے اور دوسرے قبائل کو کم تر اور غلام سمجھتے تھے اور اسی حوالے سے بعض لوگ شاعری کے متعلق عجیب رائے رکھتے ہیں جو خود اچھا شعر کہہ لیتا ہے اس کے لیے شاعری قدرت کا ایک عظیم انعام ہے اور جو شعر نہیں کہہ سکتا وہ اس کے خلاف طرح طرح کی باتیں بناتے ہیں۔ جو لوگ شعر گوئی کو ناجائز اور اضافی، علم وتحقیق خیال کرتے ہیں وہ سب سے پہلے ان آیاتِ قرآنیہ کا حوالہ دیتے ہیں:

وَماَ عَلَّمنٰہ‘ الشّعرَ وَمَاَ یَنبغِی لہ‘ (سورۃ یٰسین)

ترجمہ: اور ہم نے ان (محمدؐ) کو شاعری نہیں سکھائی اور نہ شاعری ان کے شایانِ شان ہے۔

اس آیتِ مذکورہ کا ذکر کرتے ہوئے شاعری پر اعتراضات کرنے والے کہتے ہیں جنابِ رسول اللہ ﷺ کی ذات کو اللہ تعالیٰ نے مجمع الکمالات بنایا اور آپؐ سے ہر نقص کی نفی کر دی گئی اگر شاعری کوئی کمال والی بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو شاعری کی تعلیم دینے کی نفی نہ کرتا۔ اس اعتراض کے متعدد جوابات ہیں۔ سب سے پہلے علامہ پیر نصیر الدین نصیرؒ کا جواب پیشِ خدمت ہے:

”وَمَاعَلمنہ الشّعرَ، کی حکمت وعلت وَمَا یَنبغِی لہ‘ ہے یعنی صرف رسولِ اکرمؐ کی ذاتِ اقدس کے شایانِ شان نہیں، یہ نہیں کہا گیا فی نفسہٖ شاعری کسی کے لیے بھی جائز یا مناسب نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید کی فصاحت وبلاغت بے مثال ہے اور اس میں باعتبارِ فواصل ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں جو فنِ شاعری کے حوالے سے کلامِ موزوں (شعر) محسوس ہوتی ہیں اور اسی بناپر منکرینِ قرآن کہتے تھے کہ یہ شاعرانہ کلام ہے۔اس شک کا جواب اللہ تعالیٰ نے کہیں تو کہہ کر فرمایا وماھوبقول شاعر، اور کہیں وَماَ عَلَّمنٰہُ الشِّعرَ وَمَا یَنبغِی لہ‘اِن ھو اِلّا ذِکرُوَّقرآن مبینٌ فرمایا۔“(۱۳)

علامہ پیر نصیر الدین نصیرؔ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں جس کا مفہوم یوں ہے:

”علماء کے نزدیک آنحضورﷺ کو شاعری نہ سکھائے جانے کا سبب اور بھی ہے کہ شاعر کتنا ہی بلند پایہ کیوں نہ ہو مگر اچھا شعر کہتے کہنے میں اسے کچھ نہ کچھ محنت ضرور کرنا پڑتی ہے اور نہیں تو اسے قافیہ، ردیف، وزن کا خیال اسے ضرور رکھنا پڑتا ہے۔ تھوڑی دیر کے لیے ہی سہی مگر جب تک وہ اپنی تمام تر توجہ شعر کہتے وقت ایک خاص نقطہ پر مرکوز نہیں کرتا اس سے شعر گوئی کا حق ادا نہیں ہوتا۔اس لیے اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہیں آیا کہ حضورؐ چند لمحوں کے لیے بھی کسی دوسری طرف متوجہ ہوں اس لیے آپؐ کو شاعری نہیں سکھائی۔“(۱۴)

اس بات میں بھی بہت سے علماء کا اختلاف ہے کہ کیا صرف ہمارے نبیؐ کی ذات سے شاعری کی نفی کی گئی یعنی آپؐ کو شاعر نہیں بنایا گیا یا تمام انبیاءؑ کو شعر کی تعلیم نہیں دی گئی۔بعض علماء کہتے ہیں کہ صرف ہمارے نبیؐ کو شعر کی تعلیم نہ دی گئی کیوں کہ عرب کا شاعرانہ ماحول جس کا ہم پہلے صفحات میں ذکر کر چکے ہیں اس وقت کی شاعری کا معیار جھوٹے تخیلات، اخلاق سے گری ہوئی باتیں، غرور وتکبر سے بھری ہوئی باتیں تھیں ان تمام وجوہات کی بناء پر حضورؐ پر سے شاعر ہونے کا الزام رفع کیا گیا۔وَمَاعَلَّمنٰہُ الشِّعرَوَمَایَنبغِی لہ‘ کی تشریح حافظ عماد الدین ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر میں لکھتے ہیں جس کا مفہوم ہے:

”یہ یاد رہے کہ شعر گوئی کی قسمیں ہیں مشرکوں کی ہجو میں شعر کہنے شروع ہیں۔حسان بن ثابتؓ، حضرت کعب بن مالکؓ، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ وغیرہ جیسے اکابرین صحابہؓ نے کفار کی ہجو میں شعر کہے۔بعض اشعار نصیحت، ادب اور حکمت کے لیے ہوتے ہیں جیسے کہ جاہلیت کے زمانے میں شعراء کے کلام میں ایسے اشعار کی کثرت تھی چنانچہ امیہ بن صلت کے اشعار کی بابت فرمانِ رسولؐ ہے کہ ’اشعار تو ایمان لائے ہیں لیکن اس کا دل کافر ہی رہا‘۔“(۱۵)

اِسی آیت کے استدلال پر معترضین کا جواب ایک یہ بھی ہے کہ علماء فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو شعر کہنے پر قدرت دی گئی تھی لیکن خدا کی طرف سے آپؐ پر شعر کہنا حرام کیا گیا تھا اسی لیے آپؐ نے شعر نہیں کہے ورنہ جب بھی کبھی آپ نے کلام فرمایا تو عرب کے بڑے بڑے فصحاء حیران اور ششدر رہ گئے۔حضور ﷺ نے بعض اوقات کچھ اشعار اپنی زبان مبارک سے ادا بھی فرمائے (کسی اور شاعر کے) لیکن آپؐ نے خود یا خدا کی مرضی سے اشعار کو ساقط الوزن فرما دیا، کئی مرتبہ حضرت صدیق اکبرؓ عرض کرتے یا رسول اللہؐ شعر اس طرح نہیں ہے بلکہ اصل شعر تو اس طرح ہے پھر آپؐ نے فرمایا! اللہ کی قسم ہے نہ تو میں شاعر ہوں اور نہ ہی میرے لیے یہ مناسب ہے۔

وَالشُّعَرآء‘ یَتَّبِعُھُمُ الغاوٗون (سورۃ شعراء)

ترجمہ: شاعروں کی پیروی تو بے راہ رو لوگ ہی کرتے ہیں۔

یہ وہ دوسری آیتِ مبارکہ ہے جس کو بنیاد بنا کر شاعری کے مخالفین اس پر اعتراضات کرتے ہیں۔مفتی محمد شفیع صاحب معارف القرآن میں اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

”آیتِ مذکورہ کے شروع سے شعر وشاعری کی سخت مذمت اور اس کا عنداللہ مبغوض ہونا معلوم ہوتا ہے مگر آخر سورت میں جو استثنا مذکور ہے اس سے ثابت ہوا کہ شعر مطلقاً برا نہیں بلکہ جس شعر میں خدا تعالیٰ کی نافرمانی یا اللہ کے ذکر سے روکنا یا جھوٹ، ناحق کسی انسان کی مذمت اور توہین ہو یا فحش کلام ہو، وہ مذموم ومکروم ہے اور جو اشعاران معاصی اور مکروہات سے پاک ہوان کو اللہ تعالیٰ نے اِلاَّ الَّذِینَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے ذریعے مستثنیٰ فرمایا ہے۔“(۱۶)

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب دہلویؒ اپنی تفسیر میں اسی آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں جس کا مفہوم ہے:

”حضرت ابنِ عباسؓ سے آیت وَالشُّعَرآء‘ یَتَّبِعُھُمُ الغاوٗون کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ شعراء سے مراد کافر شاعر ہیں جو جھوٹی تعریف اور مذمت میں دفتر کے دفتر سیاہ کرتے ہیں اور قبیلے کے مشرک ان جھوٹی باتوں کا اور مسلمانوں کی ہجو کا چرچا آپس میں پھیلاتے تھے۔جب اللہ تعالیٰ نے اسطرح کے شاعروں کی مذمت نازل فرمائی تو حضرت حسان بن ثابتؓ، عبداللہ بن رواحہؓ اور کعب بن مالکؓ آنحضرت ﷺ کے پاس روتے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہم لوگ بھی شاعر ہیں ہم سے بھی اللہ

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com/
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

تعالی ناخوش ہوگا تو نبی اکرمؐ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے آخر کا حصہ ان آیتوں کا نازل فرمایا کہ مسلمانوں میں جو شاعر کفار کی ہجو کا جواب دیتے ہیں اور اسلام کی مدح میں سچے مضامین باندھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے ناخوش نہیں۔"(۱۷)

اس تشریح سے ایک بات واضح ہوتی ہے کہ اس آیت کا مرکز و محور وہ دورِ جاہلیت کے کافر شعراء ہی ہیں جو اپنی من گھڑت اور جھوٹی باتوں سے شاعری کرتے اور اپنے حسب و نسب پر فخر کرتے حالانکہ ایسا کرنے سے منع فرمایا گیا ہے جو لوگ ایسا نہیں کرتے جو مسلم شعراء ہیں اور جو اسلام کے بارے سچے مضامین باندھتے ہیں ان سے خدا اور اس کا رسولؐ بھی راضی ہیں اس بات پر اعتراض کرنے والوں کو علامہ پیر نصیر الدین نصیرؔ جواب لکھتے ہیں:

"اِسی آیت کے مطالعے سے معلوم ہوا کہ شاعری کوئی مستحسن اور اچھا کام نہیں ہے بلکہ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ کا مصداق ہے۔ جواباً گزارش کہ بے شک کافر مشرک، زمانہ جاہلیت کے بے راہ رو لوگ اور شعراء یقیناً اِس زد میں آتے ہیں اور آج بھی ایسے شعراء جو کتاب و سنت کی تعلیمات کے خلاف شاعری کریں لوگوں میں اخلاقی بے راہ روی پیدا کرنے والے شعر لکھیں، کتاب و سنت اور اقوال سلف صالحین سے تمسک کی بجائے شعر و شاعری سے استدلال کریں وہ یقیناً اس وعید شدید کے مستحق ہیں۔ مگر یہ وعید بلا تخصیص و تحقیق سب کے لیے نہیں ہے۔"(۱۸)

اب ہم آپ کے سامنے کچھ دلائل پیش کرتے ہیں جس کے بعد آپ جان سکیں گے کہ صحابہؓ کا بلکہ خود حضورؐ کا ذوق کیسا تھا۔ آنحضرتؐ نے خود بھی اچھے اشعار سماعت فرمائے تھے اور سننے کی فرمائش بھی کی تھی۔ مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث شریف حضورؐ کے ذوقِ سماعت کا پتہ دیتی ہے حضرت عمر بن الشرید سے روایت ہے کہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں (ان کے والد کہتے ہیں) میں ایک دن جنابِ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک ہی سواری پر آپؐ کے ساتھ سوار تھا آپؐ نے فرمایا! کہ تجھے امیہ بن صلت کو کوئی شعر یاد ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں، آپؐ نے فرمایا لایئے (سنائو) میں نے ایک شعر پڑھا، آپؐ نے فرمایا اور سنائو، میں نے اور شعر پڑھا آپؐ نے فرمایا اور پڑھو حتیٰ کہ میں نے ایک سو (۱۰۰) شعر سنائے اور آپؐ نے سنے۔ مشکوٰۃ شریف میں ایک اور حدیث جو متفق علیہ حدیث حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے موجود ہے:

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے حضورؐ فرماتے ہیں کہ شعراء کی کہی ہوئی باتوں میں سے سب سے زیادہ سچی بات لبیدؔ کا یہ کلمہ (جملہ) ہے؛ خبردار! اللہ کے سوا ہر شے فنا اور گھاٹ اترنے والی ہے اور ہر نعمت آخر کار ختم (زائل) ہونے والی ہے۔ مذکور بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ تمام شاعر اور سب اشعار برے نہیں اور نہ یہ کام برا ہے بلکہ بخاری شریف کی روایت ہے " وَاِنَّ مِنَ الشِّعرِ الحِكمَة "یعنی بعض شعر حکمت پر مبنی ہوتے ہیں

اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ حکمت سے مراد سچی بات ہے جو حق کے مطابق ہو۔

کس صاحبِ علم کو یہ بات معلوم نہیں کہ حضورؐ کی محفل میں حضرت حسان بن ثابتؓ کا کیا مقام تھا، حضرت حسان بن ثابتؓ کے لیے مسجدِ نبویؐ میں جگہ مختص کی گئی تھی جہاں آپؓ اپنا کلام رسول اللہ ﷺ اور دیگر صحابہؓ کو پیش کرتے اور داد کے ساتھ دعائیں لیتے، ایک مشہور حدیث میں یہ بھی درج ہے جو مشکوٰۃ شریف میں موجود ہے کہ 'قریظہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابتؓ سے فرمایا تو کفار کی ہجو کر بے شک جبریلؑ تیرے ساتھ ہے اور جنابِ رسول اللہؐ، حضرت حسان بن ثابتؓ سے فرماتے تھے میری طرف سے مشرکین کو جواب دو آپؐ دعا فرماتے، اے اللہ! حسان کی روح القدس سے مدد فرما' تفسیر روح البیان کے اردو مترجم نے چاروں خلفائے راشدین کو شاعر تسلیم کیا ہے ملاحظہ ہو:

محمد فیض اویسی صاحب سورۃ یٰسین کی آیت کی تشریح کرتے ہوئے جہاں احادیث کا حوالہ دیتے ہیں وہاں لکھتے ہیں۔

"سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم، تمام خلفاء سے زیادہ شعر گو تھے اور آپؓ کا دیوان بھی موجود ہے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سب سے بڑی فصیحہ و بلیغہ تھیں۔"(۱۹)

اویسی صاحب کے اس حوالے سے پتا چلتا ہے کہ چاروں خلفائے راشدین نہ صرف شاعری سماعت فرماتے بلکہ خود اشعار بھی کہتے اور سیدنا علیؓ کا تو دیوان تک موجود ہے۔ اب تک کی گفتگو سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن و حدیث نے جس شاعری کی مذمت کی ہے وہ دورِ جاہلیت کی ہے اور وہ شاعری ہے جو قرآن و سنت کی تعلیمات کے بر خلاف ہو یقیناً ایسے شاعر اور ان کی شاعری انہی آیات کے زمرے میں آتی ہیں اور وعیدِ سخت کے قابل ہیں

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com/
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

حاصلِ کلام

بخاری شریف میں حضرت ابی بن کعبؓ کی روایت کے مطابق ''اور بعض شعر حکمت پر مبنی ہوتے ہیں'' اسلام کی مطلوب شاعری یقینا حکمت ودانش کی باتیں ہیں۔اب تک کی گفتگو کا حاصل میرے خیال میں یہ ہے کہ اسلام جس شاعری سے روکتا ہے وہ قرآن وسنت کی تعلیمات کے برعکس شاعری ہے اور ایسی شاعری قابلِ مذمت ہے، حکمت ودانش پر مبنی شاعری تو خود رسولِ اکرمؐ سماعت فرماتے تھے اور خلفائے راشدینؓ بھی بلکہ صحابہؓ تو خود شاعر تھے صحابہ کرامؓ کے دور سے لیکر آج تک صوفیاء پر نظر دوڑائے تو شاید ہی کوئی بزرگ، صوفی، ہمیں ایسا نظر آئیگا جو شاعری نہ کرتا ہو یا اس کو پسند نہ کرتا ہو۔یہاں واضح رہے کہ شاعری سے مراد قطعاً قرآن وسنت کے برعکس شاعری مراد نہیں ہے بلکہ اس کی تعریفات و تشریحات اور علم ودانش کی باتوں پر مبنی شاعری ہے۔

حضرت علامہ شرف الدین بوصیریؒ سے متعلق یہ روایت بھلا کس کو یاد نہیں ہے کہ ان کو قصیدہ بردہ شریف لکھنے کے انعام کی صورت میں حضورؐ کی زیارت نصیب ہوئی اور حضورؐ نے آپ کو اپنی کملی (چادر) بھی عطا کی۔اسی طرح حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ کے متعلق یہ روایت بھی ہر عام وخاص کو اچھی طرح ذہن نشین ہے کہ انہوں نے جب تین مصرعے یہ لکھے:

بَلَغ العُلیٰ بِکِمالہٖ کَشَفَ الدُّجاَ بِجِمالِہٖ حَسُنَت جَمِیعُ خِصَالِہٖ

تو چوتھا مصرعہ نہیں ہو رہا تھا کچھ دن مضطرب حالت میں گزرے اور پھر سعدیؒ کو حضور نبی کریمؐ کی زیارت نصیب ہوئی اور سعدیؒ نے یہی تینوں مصرے حضورؐ نبی کریم کو سنائے تو چوتھا مصرعہ صلوا علیہ وآلہٖ خود حضورؐ نے سعدیؒ کو ارشاد فرمایا۔اب شاعری پر اعتراض کرنے والے حضرات سے سوال ہے کہ کیا سعدیؒ کے یہ اشعار باعثِ گناہ\مذمت ہے یا باعثِ ثواب ورحمت۔؟

حضرات صحابہ کرامؓ سے لیکر آج تک قرآن وسنت کی تعلیمات عام کرنے کے لیے بے شمار شاعروں نے شاعری کی میں ان میں سے چند نمایاں شعراء کے نام پیش کرتا ہوں ۔صحابہؓ کے دور کے بعد حضرت علامہ امام شرف الدین بوصیریؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت غلام مصطفی عشقی، حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ، علامہ عبدالرحمن جامیؒ، علامہ جان محمد قدسی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ، حضرت امیر خسروؒ، حضرت سلطان باہوؒ، حضرت بھلے شاہؒ، حضرت میاں محمد بخشؒ، حضرت سید وارث شاہؒ، حضرت شاہ حسینؒ، حضرت بابا فرید گنج شکرؒ، حضرت پیر مہر علی شاہؒ، حضرت خواجہ غلام فریدؒ، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، مولانا حسن رضا خانؒ، مولانا احمد رضا خانؒ، مولانا محمد علی جوہرؒ، مولانا ظفر علی خان، مولانا الطاف حسین حالی، عبد القادر بیدل، مرزا اسد اللہ خاں غالب، سید میر تقی میر، مصحفی، حضرت امیر مینائی، داغ دہلوی، حضرتِ علامہ محمد اقبالؒ، حضرت سیماب اکبر آبادی، اکبر الہٰ آبادی، حضرت پیر نصیر الدین نصیر گیلانی، حضرت علامہ حامد الوارثی، حفیظ تائب، ماہر القادری، نعیم صدیقی، حفیظ جالندھری، سید غلام نظام الدین جیلانی، وغیرہ،

ابھی تو صرف وہ نام صفحہ قرطاس پر اتارے جو فوری طور پر ذہن میں آئے اگر ہم صحیح تعداد معلوم کریں تو یہ تعداد سینکڑوں اور ہزاروں میں ہو گی۔

میں یہاں صرف دو ایسے شعراء کا حوالہ دینا چاہوں گا جن کی شاعری قرآن وسنت کی تعلیمات کی تشریح ہی ہے۔ویسے تو بہت سے شعراء نے فریضہ سرانجام دیا ہے لیکن میں حضرتِ علامہ اقبالؒ اور حضرتِ علامہ نصیر الدین نصیرؒ کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں۔ہر صاحبِ علم آدمی اس بات سے ناآشنا نہیں کہ حضرتِ علامہ اقبالؒ نے قرآن وسنت کی تعلیمات کی تشریح اپنی شاعری میں کی۔اقبالؒ اور قرآن، یہ اتنا وسیع موضوع ہے کہ اس پر ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح کا کام ہوا ہے اور کئی پہلوؤں سے جاری ہے۔اسی طرح حضرتِ علامہ نصیر الدین نصیرؒ جن کی شاعری میرے مطالعہ میں رہی ان کی صرف ایک کتاب سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان کی شاعری قرآن وسنت کی تعلیمات کی تشریح ہی تو ہے ان کی رباعیات کی ایک کتاب ''رنگِ نظام'' جو ان کے کلیات میں بھی شامل ہے تقریباً 195 صفحات پر مشتمل ہے جس میں 491 کے قریب رباعیات میں قرآنی آیات، احادیثِ مبارکہ، بزرگانِ دین کے اقوال وارشادات کو موضوع بنا کر تشریح کی گئی اور رباعی کی صنف کا انتخاب کیا جس صنف میں ہر شاعر طبع آزمائی کر بھی نہیں سکتا۔اگر مجموعی طور پر ان کی شاعری کی بات کرے تو ان کی غزلیں بھی حقیقت کے رنگ سے مزین نظر آتی ہیں۔ان کے نعتیہ مجموعے الگ، مناقب کے مجموعے الگ، تضمینات کا مجموعہ الگ، یعنی آپ نے ہر صنف میں جو شاعری کی وہ ایک نظریے کے مطابق کی جس کو پڑھ کر ہمیں اخلاقی طور پر شعور ملتا ہے اور دینِ حق کی طرف ان کی شاعری ہماری راہنمائی کرتی ہے۔میں آخر پر یہ بتانا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ شاعری بھی ہر ایک کے بس کی بات نہیں یہ تو ایک خداداد صلاحیت ہے، خدا کی ایک نعمت

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com/
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ہے وہ جس کو چاہتا ہے شاعری عطا کرتا ہے شاید یہی وجہ ہے کہ شاعروں کو تلمیذ الرحمن کہا جاتا ہے یعنی رحمن کا شاگرد۔ میں خواجہ حیدر علی آتشؔ کے اس شعر پر اپنی گفتگو کا اختتام کرتا ہوں۔

بندشِ الفاظ جڑنے سے نگوں کے کم نہیں شاعری بھی کام ہے آتشؔ مرصّع ساز کا(۲۰)

حوالہ جات

۱۔ وارث سرہندی، علمی اردو لغت، لاہور: علمی کتاب خانہ، س ن، صفحہ ۶۷۴
۲۔ نور الحسن، مولوی، نور اللغات، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، طبع سوم، جلد دوم، ۲۰۰۶ء، صفحہ ۵۷۰
۳۔ محمد عبداللہ خان، فرہنگِ عامرہ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۹ء، صفحہ ۳۶۹
۴۔ شان الحق حقی، فرہنگِ تلفظ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، طبع چہارم، ۲۰۱۲ء، صفحہ ۶۶۳
۵۔ خورشید رضوی، ڈاکٹر، عربی ادب قبل از اسلام، لاہور: اسلامی کتب خانہ، س ن، صفحہ ۲۱۳۔۲۱۲
۶۔ سنبل نگار، ڈاکٹر، اردو شاعری کا تنقیدی مطالعہ، لاہور: دار لنوادر، ۲۰۱۳ء، صفحہ ۲۸۰
۷۔ ایضاً
۸۔ نصیرؔ، سید نصیر الدین، علامہ، اسلام میں شاعری کی حیثیت، اسلام آباد: مکتبہ مہریہ نصیریہ پبلشرز گولڑہ شریف، س ن، صفحہ ۱
۹۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، ارسطو سے ایلیٹ تک، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، طبع ہفتم، ۲۰۱۳ء، صفحہ ۹۸تا۱۰۵
۱۰۔ خورشید رضوی، ڈاکٹر، عربی ادب قبل از اسلام، لاہور: اسلامی کتب خانہ، س ن، صفحہ ۲۲۶
۱۱۔ حالیؔ، مولانا الطاف حسین، مقدمہ شعر و شاعری، لاہور: عبداللہ اکیڈمی، ۲۰۰۹ء، صفحہ ۱۵
۱۲۔ نصیرؔ، سید نصیر الدین، علامہ، اسلام میں شاعری کی حیثیت، اسلام آباد: مکتبہ مہریہ نصیریہ پبلشرز گولڑہ شریف، س ن، صفحہ ۴۱۔ ۴۰
۱۳۔ ایضاً صفحہ ۱۴
۱۴۔ ایضاً صفحہ ۱۹
۱۵۔ ابن کثیر، حافظ عماد الدین، تفسیر ابنِ کثیر، مترجم: مولانا محمد جونا گڑھی، لاہور: اسلامی کتب خانہ، س ن، صفحہ ۳۸۴
۱۶۔ مفتی محمد شفیع، مولانا، معارف القرآن، کراچی: ادارۃ المعارف، جلد ششم، ۱۹۹۳ء، صفحہ ۵۵۴
۱۷۔ شاہ عبدالقادر، دہلوی، حسن سیر التفسیر، لاہور: المکتبہ السلفیہ، جلد پنجم، صفحہ ۴۸۔۴۷
۱۸۔ نصیرؔ، سید نصیر الدین، علامہ، اسلام میں شاعری کی حیثیت، اسلام آباد: مکتبہ مہریہ نصیریہ پبلشرز گولڑہ شریف، س ن، صفحہ ۲۳
۱۹۔ اسماعیل حقی، علامہ، قدوسی الرحمن، اردو مترجم، مفتی فیض احمد، اویسی، تفسیر روح البیان، کراچی: مکتبہ غوثیہ، ۲۰۰۷ء، پارہ نمبر ۱۹، صفحہ ۳۳۵
۲۰۔ آتشؔ، خواجہ حیدر علی، کلیاتِ آتش، لاہور: مجلسِ ترقی ادب، جنوری ۲۰۰۸ء، صفحہ ۱۳۶